بسم الله الرحمن الرحيم

أهلاً وسهلاً مرحباً

معلم کا مقام اور ذمہ داریاں

1 اگر معلّم نے طلبا کو صحیح تجوید کے ساتھ نورانی قاعدہ، قرآن کریم پڑھایا، ان کو
دعائیں یاد کرائیں، اخلاق وآداب سکھانے میں خوب محنت کی !
تو یہ طلبا آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوں گے۔ آپ کے مرنے کے بعد ان کی
تمام نیکیوں کا ثواب آپ کو ملتا رہے گا۔ اس لیے معلم ہونا بہت مبارک ہے۔

خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"

ترجمہ: "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، السنۃ، باب فضل العلماء۔۔۔ الرقم: ۲۲۹)

- معلّم نے اگر اس کا صحیح حق ادا کر دیا یعنی وقت پر پہنچا، مطالعہ کر کے خوب دل سے پڑھایا تو اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے اور اگر خیانت کی یعنی درس گاہ میں دیر سے پہنچا، موبائل فون پر مصروف رہا وغیرہ تو پکڑ بھی سخت ہے۔

الجامعة العربية ابن عمر

2 معلّم کے لیے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس کے دل میں طالب علم کے لیے خیر خواہی کا جذبہ ہو۔

3 معلّم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ ایک امانت ہے اس کو پہنچانے کی فکر کرتا ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

4 معلّم کو اس بات کا استحضار ہر وقت رہے کہ بچہ اور اس کا وقت امانت ہے اس میں کسی قسم کی خیانت نہ ہو۔

5 معلّم کے اندر صبر ،استقامت، تقویٰ، توکل، یقین کی صفت ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوب دعا مانگنے والا ہو۔ کیوں کہ نظام تعلیم میں معلّم کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کوئی بھی نظام تعلیم اچھے معلّم کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ معلّم ہی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے اور پست کرنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ معلّم کو ہر دور میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔

6 معلّم اپنے کام کو ذریعہ معاش کے بجائے دینی و علمی خدمت تصور کرے۔

7 معلّم کو خوش مزاج ہونا چاہیے اور دورانِ تدریس مناسب موقعوں پر خوش مزاجی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، کیوں کہ خوش مزاجی تدریس کے لیے بڑی موئثر ہوتی ہے۔ معلّم نامناسب الفاظ سے اجتناب کرے مثلاً منہ اٹھا کر آگئے ہو، تھپڑ ماردوں گا، پڑھنا ہے پڑھو ورنہ جاؤ، میں تمہارا نوکر نہیں ہوں وغیرہ۔

8 ناظم کے ماتحت رہ کر کام کریں، ان کی بات مانیں، انتظامی اور تدریسی امور میں متعلقہ حضرات کی ہر ممکن مدد کریں اور مقررہ وقت پر نصاب ختم کرنے کی کوشش کریں۔

9 معلّم اس بات کی کوشش کریں کہ اپنا اصلاحی تعلق کسی شیخ کامل سے قائم کرلے۔

- معلّم خود پاکی وصفائی کا اہتمام کریں تاکہ بچوں کے لیے عملی دعوت ہو۔

q معلّم سونے سے پہلے روزانہ کچھ دیر اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ میں نے اپنی ذمے دار پوری کردی ہے یا اس کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہے۔ اگر ذمے داری پوری ہوگئی ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں تاکہ ترقی ہو اور اگر کوتاہی ہوئی ہے تو استغفار کریں اور آئندہ ذمے داری پوری کرنے کا عزم کریں۔

الجامعة العربية ابن عمر

w معلّم اپنی ذمے داریوں کو اچھی طرح نبھائیں، اوقات کی پوری پابندی کریں۔

e پڑھائی کے اوقات کے علاوہ اپنی اور بچوں کی تربیت کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ کریں:

☆حیاۃ الصحابۃ ☆صحابہ کے واقعات ☆تابعین کے واقعات

☆اصلاحی خطبات (مفتی تقی عثمانی صاحب ☆مثالی استاذ

☆تاریخ دعوت وعزیمت ☆ مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ اور ان کی دینی دعوت

☆آپ بیتی (حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

استاذ کا طلبا کے ساتھ برتاؤ

1 دورانِ سبق طالبِ علم کے ایک ایک منٹ کا صحیح استعمال کریں کیوں کہ طلبا بہت کم وقت کے لیے آتے ہیں۔

2 درس گاہ میں داخل ہوتے وقت

1 سلام کریں۔

2 حاضری لیں۔

3 غیر حاضر طلبا کے بارے میں معلومات کریں۔

4 اگر بیمار ہوں تو ان کے لیے دعا مانگیں۔

5 ان کی صحت اور صفائی کا خیال رکھیں۔

6 طلبا کے پاس کتابیں وغیرہ دیکھیں۔

3 استاذ شاگردوں سے ہمیشہ نرمی، محبت اور شفقت کا برتاؤ کریں، ان کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ۔"

(سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، باب الاستنجاء بالحجارۃ، الرقم: ۳۱۳)

ترجمہ: "میں تم میں شفقت کے اعتبار سے ایسا ہوں جیسے باپ اپنے بچے کے لیے ہوتا ہے میں تمہیں سکھاتا ہوں۔"

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

4 آداب تعلیم یعنی سکھانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں محض اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کی نیت کریں۔

اس لیے ہر بچے پر ایسی ہی محنت ہو گویا وہ آپ ہی کا بچہ ہے اور اس کے اخلاق کی نگرانی کر کے اس کے ۲۴ گھنٹے کی زندگی کو اسلامی زندگی بنانے کی فکر کریں۔

5 بچوں کو ایسی شفقت سے پڑھائیں کہ بچے مکتب میں آنے کے لیے بے چین ہو جائیں اور شوق سے مکتب میں آئیں، ماں باپ اگر کہیں بھی کہ چھٹی کر لو تو پھر بھی بچہ چھٹی کرنے پر آمادہ نہ ہو، بل کہ وہ اصرار کرے کہ میں تو مکتب جاؤں گا۔

6 استاذ طلبا سے زیادہ ہنسی مذاق نہ کریں، نہ بالکل سخت مزاج رہیں، بل کہ درمیانی راہ اختیار کریں، تاکہ وقار بھی برقرار رہے اور طلبا سہمے ہوئے بھی نہ رہیں۔

الجامعة العربیۃ ابن عمر

7 اپنے ہر قول و فعل میں طلبا کی بھلائی کو مد نظر رکھیں، مدرسہ کے اندر کوئی ایسا کام نہ کریں جو کہ مدرسہ اور طلبا وغیرہ کے لیے نقصان دہ ہو، بل کہ اپنے کردار سے یہ ثابت کریں کہ اگر طلبا کو یہ مضمون دیا جائے کہ "آپ کا پسندیدہ استاذ کون ہے؟" تو وہ آپ کا نام لیں۔

8 استاذ بچوں کے لیے عملی نمونہ بنیں اور ہر برے عمل سے بچیں کیوں کہ بچے ماں باپ سے بھی زیادہ استاذ کی نقل کرتے ہیں اور ان کی بات کو لیتے ہیں۔

9 طلبا کے سامنے دوسرے اساتذہ کی ذات یا ان کے طرزِ تدریس پر نکتہ چینی نہ کریں۔

10 استاذ طلبا کے سامنے کسی علم و فن کی برائی نہ کریں مثلاً عصری علوم کے بارے میں کہ یہ تو دنیاوی علوم ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں وغیرہ۔

11 طلبا کو ہر ہر سبق اچھی طرح ذہن نشین کرانے کی کوشش کریں۔

12 استاذ طلبا کی حوصلہ افزائی کریں۔

13 بچے کی دین داری کی فکر کریں،اس کے لیے کبھی کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قصے اور سچے واقعات سنا کر طلبا میں پڑھنے کا شوق اور عمل کی رغبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

14 استاذ طلبا کے ساتھ برابری کا برتاؤ کریں تاکہ کسی طالب علم کے دل میں حسد، رنج یا بد گمانی نہ ہو۔

15 استاذ طلبا میں امیر اور غریب ہونے کے اعتبار سے ہر گز فرق نہ کریں۔

16 اگر مکتب میں غریب طلبا ہوں تو استاذ ان کی حسب استطاعت اعانت کرتے رہیں
کیوں کہ یہ مدد طلب علم میں ہوگی جو کہ قرب خداوندی حاصل کرنے کا افضل ترین
ذریعہ ہے۔

17 غصے میں کبھی بچے کو سزا نہ دیجیے، اس لیے کہ اگر جرم سے زیادہ سزا دی گئی تو قیامت
میں اس کا بدلہ دینا پڑے گا، اور دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
دور ہو جاتا ہے، پھر لوگ بجائے دین سے قریب ہونے کے دور ہوتے جائیں گے
لہٰذا طلبا کے ساتھ شفقت اور نرمی والا معاملہ رکھیں۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

18 اگر کسی طالب علم کو کسی غلطی پر نصیحت کرنی ہو، اور وہ غلطی ایسی ہو کہ اگر سب کے سامنے ظاہر کی جائے تو اسے شرم آئے گی تو اسے اکیلے میں نصیحت کریں۔

19 استاذ طلبا سے جسمانی خدمت نہ لیں اور تہمت کے مواقع سے بچیں ورنہ فتنے میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔

20 ایک بچے کی غلطی کی سزا تمام بچوں کو نہ دیں۔

21 استاذ ہمیشہ اپنے طلبا کے لیے ان کی علمی، عملی ترقی کی دعا مانگتے رہیں، ہمارے اکابر اپنے طلبا کے لیے ہمیشہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔

الجامعة العربية ابن عمر

۲ کمزور طلبا پر محنت کی اہمیت

کمزور طلبا پر محنت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آتی ہے حدیث شریف میں آتا ہے:

"هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ"

(صحیح البخاری، الجهاد، باب من استعان بالضعفاء، الرقم:۲۸۹۶)

"تمہارے کمزوروں ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں روزی دی جاتی ہے۔"

اس لیے ہمیں کمزور طلبا پر خصوصیت کے ساتھ محنت کرنی چاہیے تاکہ ان پر محنت کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل حال ہو جائے۔

کمزور طلبا پر محنت کرنے کا طریقہ

1 استاذ سچے دل سے اس بات کی نیت کریں کہ مجھے ہر حال میں ان کمزور طلبا کو اچھے طلبا کی فہرست میں لانا ہے۔ان شاء اللہ استاذ جب سچی نیت کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔

2 سب سے پہلے طالب علم کی کمزوری کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ طالب علم میں کمزوری کس اعتبار سے ہے سماعت، بصارت یا ذہنی کمزوری ہے؟

حل	کمزوری کی وجہ
1 استاذ بچے کو اپنے قریب بٹھائے۔ 2 آواز قدرے اونچی کرے۔ 3 والدین کو اس کے علاج کی طرف بھی متوجہ کریں۔	اگر کمزوری کی وجہ سماعت ہو تو
1 بورڈ کے قریب بٹھائے۔ 2 بورڈ پر واضح اور بڑے حروف میں لکھیں۔ 3 والدین کو اس کے علاج کی طرف بھی متوجہ کریں۔	اگر کمزوری کی وجہ بصارت ہو تو

حل	کمزوری کی وجہ
1 استاذ سبق بار بار کہلوائیں۔ 2 سبق کو آسان کریں۔ 3 نئ نئ مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش کریں۔	اگر کمزوری کی وجہ ذہن ہو تو
1 استاذ خصوصی توجہ دے۔ 2 کوئی طالب علم اس طالب علم کا مذاق نہ اڑائے۔	اگر کمزوری کی وجہ جھجک ہو تو

حل	کمزوری کی وجہ
1 ایسے بچوں سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ 2 استاذ محترم انہیں مانوس کریں۔	اگر کمزوری کی وجہ ڈر خوف ہو تو
1 والدین کو اس بچے کی صحت کی طرف متوجہ کریں۔	اگر کمزوری کی وجہ عمومی صحت ہو تو

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

3 کمزور بچے پر اس طریقے سے محنت کریں کہ اس بچے کو اور کلاس کے دیگر طلبا کو یہ احساس نہ ہو کہ یہ طالب علم کمزور ہے۔

4 کمزور طالب علم کو مَا شَآءَ اللّٰہُ ، جَزَاكَ اللّٰہُ خَیْرًا کہتے رہیں اور خوب حوصلہ افزائی کریں۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

5 کمزور طالب علم کو نامناسب الفاظ اور مایوس کن کلمات ہر گز نہ کہیں اور نہ کبھی طعنہ دیں، جیسے نکمے، جاہل، احمق، تو تو پڑھ ہی نہیں سکتا، تیری شکل پڑھنے والوں جیسی نہیں ہے، تو پڑھنے میں زیرو ہے، کھیلنے میں تو بڑا ہوشیار ہے وغیرہ وغیرہ۔

6 کمزور طالب علم کو انفرادی وقت دیں۔

7 کمزور طالب علم کی ذہین طالب علم کے ساتھ بدل بدل کر جوڑی بنائیں۔

8 کمزور طالب علم کو درس گاہ میں آگے بٹھائیں۔

9 کمزور طالب علم سے آسان آسان سوالات پوچھیں تاکہ اس میں خوداعتمادی کی صفت پیدا ہو۔

- دہرائی والے دن سبق یاد کرانے کی کوشش کریں۔

q بزم والے دن کمزور طالب علم کا کمزور طالب علم سے مقابلہ کرائیں۔

w کمزور طالب علم کو اچھے مستقبل کی خوش خبری سناتے رہیں کہ محنت کرتے رہو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تمہاری محنت ضرور رنگ لائے گی۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

e کمزور طلبا کے والدین سے ملاقات کے دوران انھیں فکر مند تو ضرور کریں تاکہ وہ توجہ کے ساتھ دعائیں مانگیں البتہ والدین سے طالب علم کی خامیوں کا ایسا تذکرہ بالکل بھی نہ کریں کہ جس سے وہ مایوس ہوں۔

r کمزور طلبا کے نام لے کر خصوصاً فرض نمازوں کے بعد دعائیں مانگیں۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

i درس گاہ میں نظم وضبط

ایسا بہتر مناسب تعلیمی ماحول جس میں سیکھنا سکھانا، سمجھنا سمجھانا اور سبق کے مقاصد حاصل ہوں ''درس گاہ میں نظم وضبط'' ہے۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

درس گاہ میں نظم وضبط نہ ہونے کے اسباب

1 اصول وضوابط کا متعین نہ ہونا۔

☆ بچوں کی جگہ مقرر نہ ہونا

☆ ایک وقت میں ایک طالب علم پانی پینے جائے گا۔

☆ بورڈ صاف کرنے کی ذمہ داری فلاں طالب علم کی ہو گی۔ وغیرہ

2 طلبا کا مصروف نہ ہونا۔

3 کلاسوں کا کھلے ہال میں بہت قریب ہونا۔

(توجہ منتشر رہے گی، آواز ٹکرائے گی)

4 طلبا کی عمروں میں فرق ہونا۔

(بڑے جلدی یاد کرلیں گے جبکہ بچوں کو یاد نہیں ہوا ہوگا)

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

5 انداز کا دلچسپ نہ ہونا۔

(بچے بور ہوں گے، دلچسپی ختم ہو جائے گی)

6 درس گاہ کا ایسی جگہ ہونا جو لوگوں کی آمد ورفت کی جگہ ہو۔

(بچے ہر آنے جانے والے کو دیکھتے رہیں گے)

7 ایک طالب علم کی غلطی کی سزا پوری جماعت کو دینا۔

(جس طالب علم نے کوئی شرارت نہیں کی وہ پڑھائی میں مصروف تھا اس کے ساتھ زیادتی ہو گی وہ بگڑے گا)

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

8 طلبا کی تعداد کا زیادہ ہونا۔

(وقت محدود ہونے کی وجہ سے پڑھانے، یاد کرانے اور سمجھانے میں دشواری ہوگی)

9 استاذ کا اپنے انفرادی کاموں میں مشغول ہونا۔

درس گاہ میں نظم وضبط نہ ہونے کے نقصانات

1 طلبا متوجہ نہیں رہتے۔

2 طلبا آپس میں بات چیت کرتے رہتے ہیں ۔

3 طلبا شرارت کرنے لگتے ہیں۔

4 طلبا کو سبق یاد نہیں ہوتا، وقت ضائع ہوتا ہے۔

درس گاہ میں نظم وضبط بہتر بنانے کے طریقے

1 اصول وضوابط متعین کرنا۔

استاذ صاحب بھی ان بتائے ہوئے ضوابط کا خیال رکھیں۔ مثلاً

☆ سوال کا جواب استاذ کے ذمے ہوگا، لیکن ضابطہ یہ ہے کہ اجازت لے کر سوال کریں۔

☆ کوئی کسی کا نام نہیں بگاڑے گا۔

☆ جس بچے کی جو جگہ مقرر ہے وہیں بیٹھے گا۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

2 بچوں کے مسائل پر توجہ دینا اور ان کو حل کرنا۔

☆ مثلاً کسی طالب علم نے کہا مجھے صاف نظر نہیں آرہا تو بورڈ پر صاف اور واضح خط میں لکھنا۔ اسے بورڈ کے قریب بٹھانا۔

☆ کسی بچے نے کہا استاد جی! جگہ کم ہے بیٹھنے میں تنگی ہو رہی ہے تو اس کو حل کرنا۔

3 مختلف مشقوں کے ذریعے بچوں کو مصروف رکھنا مثلا بورڈ پر لکھوانا، پڑھوانا، طلبا کے گروپ بنانا، گروپ بنانے میں اس کا خیال رکھنا، ذہین، متوسط اور کمزور طلبا کے مجموعے کا گروپ بنائیں تاکہ ذہین طلبا متوسط اور کمزور طلبا پر محنت کریں اور مصروف رہیں۔ ذہین طلبا ایک گروپ میں، متوسط ایک گروپ میں، کمزور ایک گروپ میں ہرگز نہ رکھیں اس کا نقصان یہ ہوگا کہ ہمیشہ ذہین طلبا ہی آگے رہیں گے، متوسط آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور کمزور طلبا کی دل شکنی ہوگی۔

4 سبق دل چسپ بنانا، مثلاًمثال سے سمجھانا،ہاتھ کے اشارے سے وضاحت کرنا ، دکھاکر سمجھانا، عمل کراکر سمجھانا، محسوس سے غیر محسوس کو سمجھانا،آسان سے مشکل کو سمجھانا، معلوم سے نامعلوم کو سمجھانا۔

5 طلبا سے ان کی استعداد کے مطابق سوال کرنا،آسان،درمیانے، مشکل ہر طرح کے سوالات کرنا تاکہ ذہین، متوسط اور کمزور ہر قسم کے طلبا سے سوال کیے جائیں تاکہ وہ مصروف رہیں،اور کوئی طالب علم سوال کرے تو خود جواب دینے کے بجائے طلبا سے جواب دلوائیں۔

الجامعة العربیة ابن عمر

6 طالب علم سبق سنانے میں اور پڑھنے میں غلطی کرے تو خود اصلاح کرنے سے پہلے طلبا سے اصلاح کرائیں، تاکہ سب طلبا دھیان سے سبق سنیں۔

7 اچھی کارکردگی پر حوصلہ افزائی کریں۔

8 برائی کو نشانہ بنائیں، ہمیشہ کسی خاص طالب علم کو قصوروار نہ ٹھہرائیں۔ ورنہ وہ بچہ ہمیشہ منفی سرگرمیوں میں آگے رہے گا اور استاذ کی عزت بھی نہیں کرے گا۔

الجامعة العربیۃ ابن عمر

9 بچوں کو ان کے غلط عمل کے نتائج سمجھائیں مثلاً یوں کہیں کہ جیسے آپ کو ڈانٹ ڈپٹ بری لگتی ہے اسی طرح آپ کا بُرا رویہ بھی دوسروں کو بُرا لگتا ہے۔

10 جب کبھی خرابی، طلبا کی لڑائی اور جھگڑا دیکھیں تو فیصلہ بچے پر نہ چھوڑیں اور دونوں کی بات سن کر غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ کریں، فوراً فیصلہ نہ کریں۔

11 بچوں کی ہر بات پر ''نا'' نہ کہیں۔ جہاں ممکن ہو ان کی بات پر ''ہاں'' بھی کہیں۔ مثلاً بچے کہیں استاذ جی کوئی واقعہ سنا دیں یا فلاں طالب علم ''حمد'' اچھی پڑھتا ہے، اس کی ''قرأت'' اچھی ہے تو استاذ کبھی کبھی ایسا کر لیا کریں۔

12 طلبا غلطی کریں، غلط بات کریں تو اشتعال میں نہ آئیں، بحث میں نہ الجھیں، مار پیٹ نہ کریں، بلکہ سمجھائیں، اور ان کے لیے دعا مانگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے۔ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام یہ منظر دیکھ کر اس سے کہنے لگے :

"رک جاؤ! رک جاؤ!"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا:

"اسے چھوڑ دو، کرنے دو۔"

صحابہ نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر کے فارغ ہو گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر ارشاد فرمایا:

"اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلَحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ، اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ۔"

ترجمہ: "مساجد میں پیشاب کرنا اور گندگی کرنا درست نہیں۔ مساجد تو اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کے لیے ہیں۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے پانی منگوایا، وہ ڈول میں پانی
لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر پانی بہادیا۔

(صحیح مسلم، الطھارۃ، باب وجوب غسل
البول، الرقم: ٦٦١)

نرمی اور شفقت کے ساتھ بغیر مار کے پڑھانا

استاذ کو چاہیے کہ نرمی، شفقت اور محبت کے ساتھ پڑھائے، خاص طور سے چھوٹے بچوں کو بہت نرمی اور شفقت کے ساتھ پڑھائے اور اپنے اندر بہت زیادہ قوت برداشت پیدا کرے۔

دین سکھانے کا طریقہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ۔"

ترجمہ: "وہ رحمن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم۔" (الرحمن: ۱-۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کے لیے اپنی صفت "الرحمن" کو بیان کیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے معلم کو صفت رحمت کے ساتھ تعلیم دینی چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَلِّمُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْيَسْكُتْ۔"

(مسند الامام احمد بن ابن عباس: ۱،۲۳۹)

ترجمہ: "لوگوں کو دین سکھاؤ اور خوشخبریاں سناؤ اور دشواریاں پیدا نہ کرو، اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو چاہیے کہ وہ خاموش ہو جائے۔"

غلطی کی درستگی کا طریقہ

حضرت معاویہ بن حکم سُلَمِیؒ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی کو چھینک آئی، میں نے ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہا ! لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کیا۔ میں نے کہا: تمہیں کیا ہوا؟ مجھے کڑوی کڑوی نگاہوں سے گھورتے ہو، لوگ مجھے چپ کرانے لگے مجھے سمجھ میں تو کچھ آیا نہیں، لیکن میں خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد مجھے بلایا۔

حضرت معاویہ فرماتے ہیں:

"فَبِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَارَاَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَابَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِیْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ ! مَا كَهَرَنِیْ وَلَاضَرَبَنِیْ وَلَاشَتَمَنِیْ، قَالَ: اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَایَصْلَحُ فِیْهَا شَیْئٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ،اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِیْحُ وَالتَّكْبِیْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ۔"

(صحیح مسلم،المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ،الرقم:۱۱۹۹)

الجامعة العربية ابن عمر

ترجمہ: ’’میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے نہ تو آپ سے پہلے آپ جیسا بہترین معلم دیکھا نہ آپ کے بعد، اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے ڈانٹا اور نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: نماز میں بات چیت کرنا درست نہیں نماز میں تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن کریم کی تلاوت ہی ہے۔‘‘

غلاموں کو مارنے کی ممانعت

حضرت معاویہ بن حکم سلمی فرماتے ہیں:

''میری ایک باندی تھی جو میری بکریاں اُحد پہاڑ کے قریب چَرایا کرتی تھی۔مجھے اطلاع ملی کہ بھیڑ یا ریوڑ میں سے ایک بکری لے گیا۔انسان ہونے کے ناطے مجھے دکھ ہوا اور میں نے اس (باندی) کو ایک تھپڑ مار دیا۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس فعل کو بہت ہی برا بتایا۔

جس پر میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں اس کو آزاد کر دوں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس باندی کو میرے پاس لے آؤ، میں اس باندی کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باندی سے پوچھا:

''أَيْنَ اللّٰهُ؟'' (اللہ کہاں ہے؟)

اس نے جواب دیا: ''فِي السَّمَآءِ'' (آسمان میں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

‘‘مَنْ اَنَا’’ (میں کون ہوں؟)

اس نے جواب دیا ‘‘اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ’’ (آپ اللہ کے رسول ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

‘‘اس کو آزاد کردو یہ ایمان والی ہے۔’’

غور کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو مارنے پر کتنا برا محسوس کیا تو آزاد کو مارنے کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے۔

چہرے پر مارنے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْہِ وَالضَّرْبِ۔"

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پر داغ دینے اور مارنے سے منع کیا ہے۔"

(جامع الترمذی، الجہاد، باب ماجاء فی کراھیۃ التحریش بین البھائم، الرقم: ۱۷۱)

دس سال سے کم عمر بچوں کو مارنے کی شریعت میں اجازت نہیں۔اس لیے کہ نماز جیسے اہم عمل کے چھوڑنے پر دس سال سے کم عمر بچوں کو مارنے کی اجازت نہیں تو کسی اور موقع پر اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

استاذ کی ذمہ داری

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بغیر کسی اجازت کے مارنے کا حق یا والدین کو ہے یا حاکم کو یہ تیسرے میاں جی کہاں سے بیچ میں آ گئے۔"

(حقوق العباد، ص:۷۰)

غلطی کی اصلاح کرنا

اصلاح کرنے سے پہلے تھوڑی تعریف کریں، انسان کو جب اس کی غلطی، کوتاہی بتائی جاتی ہے تو اس کو اچھا نہیں لگتا، اس لیے پہلے اس کی خوبی کا ذکر کرکے پھر غلطی بتائی جائے۔

1 حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا:

"نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ۔"

ترجمہ: "خریم اسدی اچھا آدمی ہے اگر اس کے سر کے بال بڑھے ہوئے نہ ہوں اور اس کی تہہ بند ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔"

حضرت خریم اسدی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اپنے سر کے بال چھوٹے کروا کر اپنے کانوں تک کر لیے اور تہہ بند ٹخنوں سے اوپر کر لی آدھی پنڈلی تک۔

(سنن ابی داؤد، اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، الرقم:۴۰۸۹)

2 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:

"نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ۔"

ترجمہ: "عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھے۔"

حضرت عبداللہ کے شاگرد حضرت سالم فرماتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے بعد رات کو بہت تھوڑا سا سویا کرتے تھے۔"

(صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل عبداللہ بن عمر، الرقم:۲۴۷۹)

ایک لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جو انصار کے کھجور کے درختوں پر پتھر مارا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟

لڑکے نے کہا: ''کھانے کے لیے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی اور شفقت سے ارشاد فرمایا:

''فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مَا يَسْقُطُ فِيْ أَسْفَلِهَا۔''

ترجمہ: ''کھجور کے درخت پر پتھر مت مارا کرو، جو کھجوریں درخت سے نیچے گری ہوئی ہوں ان کو اٹھا کر کھا لیا کرو۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور یوں دعا دی :

"اَللّٰھُمَّ اشْبَعْ بَطْنَہٗ۔"

ترجمہ: "اے اللہ! تو اس کا پیٹ بھر دے۔۔"

(سنن ابی داود، الجہاد، باب من قال انہ یاکل مماسقط، الرقم: ۲۶۲۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ استاذ کو طالب علم کی غلطی اور کمی کی اصلاح ضرور کرنی چاہیے اور صحیح طریقہ کار بتانا چاہیے لیکن ایسا لہجہ اور انداز اختیار کریں جس کی وجہ سے طالب علم کی کمی دور ہو جائے۔نرمی کے ساتھ خوبیوں کو سراہتے ہوئے غلطی کی نشان دہی کی جائے۔تو یہ طریقہ زیادہ مؤثر ہے اس موقع پر حوصلہ شکنی اور نازیبا الفاظ ہر گز مناسب نہیں ہے۔

تنبیہ کرنے میں جلدی نہ کریں

اگر کوئی طالب علم کسی طالب علم کی شکایت کرے تو بغیر تحقیق کیے ہر گز کوئی فیصلہ نہ کریں،اس کی شریعت میں سخت ممانعت ہے اوراس کے بہت زیادہ نقصانات ہیں بسااوقات طالب علم جھوٹی شکایت کرتا ہے یا غلط فہمی میں شکایت کرتا ہے ،اگراستاذ نے اس موقع پر جلد بازی میں فیصلہ کرلیا تو شکایت کرنے والا نڈر ہو جاتا ہے ، بات بات پر دوسرے طلبا کو دھمکاتا ہے ۔شکایت لگادوں گا، تمہاری بھی ایسی ہی پٹائی ہو گی جیسے اس کی ہوئی تھی۔

نیز جس طالب علم کو جھوٹی شکایت کی وجہ سے تنبیہ کی جاتی ہے اس کے دل میں استاذ کی نفرت آجاتی ہے، اس سے بڑھ کر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ طالب علم اس برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا خوب سوچ سمجھ کر تحقیق کر کے کوئی رائے قائم کرنی چاہیے۔

الجامعۃ العربیۃ ابن عمر

تعمیرِ شخصیت کے راہ نما اصول

جس طرح بچوں کی تربیت کم عمری میں کی جاتی ہے اسی طرح ان کی نفسیات کی تعمیر بھی کم عمری میں ہوتی ہے۔

یہاں نفسیات کی تعمیر کے چند اصول درج کیے گئے ہیں۔ ان اصولوں کے ذریعے بچوں کی شخصیت سازی میں اپنا کردار ادا کیجیے۔

☆ جس بچے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اس میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

☆ جس بچے سے شفقت کا معاملہ کیا جاتا ہے، وہ فرماں بردار بن جاتا ہے۔

☆ جس بچے سے سچائی کا معاملہ کیا جاتا ہے، وہ انصاف پسند ہو جاتا ہے۔

☆ جس بچے کو تنبیہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا جاتا ہے وہ متقی بن جاتا ہے۔

☆ جس بچے کی ہمیشہ مار پیٹ کی جاتی ہے، وہ باغی بن جاتا ہے۔

الجامعة العربية ابن عمر

☆ جس بچے کی بات اصرار کرنے اور رونے کے بعد پوری کی جاتی ہے، وہ ضدی ہو جاتا ہے۔

☆ جس بچے پر بھروسا نہیں کیا جاتا، وہ دھوکے باز بن جاتا ہے۔

☆ جس بچے پر شفقت نہیں کی جاتی، وہ مجرم بن جاتا ہے۔

☆ جس بچے کا ہر وقت مذاق اڑایا جاتا ہے، وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

- ☆ جس بچے پر ہر وقت تنقید کی جاتی ہے، وہ نافرمان ہو جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے کو خیالی چیزوں سے ڈرایا جاتا ہے، وہ بزدل ہو جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی ہے وہ لڑاکا بن جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر ہر وقت غصہ کیا جاتا ہے وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے اور بڑا ہو کر وہ ذرا ذرا سی بات پر غصے کا عادی ہو جاتا ہے۔

الجامعة العربية ابن عمر

☆ بچے کو مارپیٹ کرنے والے مربی (تربیت کرنے والے) سے انسیت کے بجائے بُعد پیدا ہوتا ہے۔

☆ بعض اساتذہ مارپیٹ کرنے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں جس سے طلبا کو جسمانی نقصان پہنچتا ہے۔

☆ مارپیٹ کی وجہ سے بعض طلبا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں یا ان کے والدین ہی مارپیٹ کی وجہ سے تعلیم ترک کروادیتے ہیں۔

☆ بعض مرتبہ مار پیٹ کی وجہ سے بچے گھر سے بھاگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ برے لوگوں کی صحبت میں چلے جاتے ہیں اور ان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔اس لیے ہمیں بچوں پر ایسے تشدد سے بچنا چاہیے۔